

# از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 21 اپریل 1965

پاریمیسیٹی سیتارا ماما

بنام

کمشنر انکم ٹیکس، حیدرآباد

[کے سباراؤ۔ جے سی شاہ اور ایس ایم سیکری، جسٹسز]۔

انکم ٹیکس ایکٹ 1922، ذیلی دفعہ 3 اور 4۔ ٹیکس دہندگان کو زیورات اور رقم کے تحفے دینا۔ آمدنی کی نوعیت میں نہیں۔ کیا یہ ثابت کرنے کا بوجھ محکمہ پر ہے کہ آیا ایسی رسیدیں قابل ٹیکس ہیں یا نہیں۔

درخواست گزار نے 1947-48 کے لئے جائیداد اور کاروبار سے ہونے والی اپنی آمدنی کا ریٹرن جمع کرایا اور ایک بیان میں انکشاف کیا کہ بڑودہ کی مہارانی نے نومبر 1945 اور فروری 1948 کے درمیان "فطری محبت اور پیار کی وجہ سے" اسے 5,20,000 روپے کے کچھ زیورات اور رقم دی تھی۔ انکم ٹیکس افسر نے اس بیان کو قبول کیا اور زیورات اور رقم کو قابل ٹیکس آمدنی نہیں سمجھا۔ لیکن اگلے سال دورانِ تشخیص کی کارروائی میں اسی طرح کی مزید رقم کی ادائیگی پر غور کرتے ہوئے انکم ٹیکس افسر نے اپیل کنندہ کو دفعہ 34 کے تحت نوٹس جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔ آخر کار انہوں نے مہارانی کی جانب سے دئے گئے تحائف کو درخواست گزار کی جانب سے نوکرانی یا سکریٹری کے طور پر فراہم کی جانے والی خدمات کا معاوضہ قرار دیا اور اس طرح یہ قابل ٹیکس آمدنی تھی۔

اپیل میں اپیلیٹ اسٹنٹ کمشنر اور ٹریبونل نے انکم ٹیکس افسر کے نقطہ نظر سے کافی حد تک اتفاق کیا۔ ایک ریفرنس پر ہائی کورٹ نے بھی مدعا علیہ کے حق میں فیصلہ دیا، بنیادی طور پر اس بنیاد پر کہ چونکہ ٹیکس دہندگان کو ٹیکس سے استثنیٰ کا دعویٰ کرنے کے لیے بھاری

رقوم موصول ہو رہی تھیں، اس لیے ان پر یہ ثابت کرنے کا بوجھ تھا کہ یہ رقم مہارانی نے فطری محبت اور پیار سے رضا کارانہ طور پر ادا کی تھی۔ اور یہ کہ یہ بوجھ ادا نہیں کیا گیا تھا۔ اس عدالت میں اپیل کرنے پر۔

حکم ہوا کہ: ثبوت کا بوجھ غلط طریقے سے اپیل کنندہ پر ڈال دیا گیا۔ ان تمام معاملات میں جن میں رسید کو آمدنی کے طور پر ٹیکس لگانے کی کوشش کی جاتی ہے، محکمہ پر یہ ثابت کرنے کا بوجھ ہوتا ہے کہ وہ ٹیکس کی شق کے اندر ہے۔ تاہم، جہاں رسید آمدنی کی نوعیت کی ہو، وہاں یہ ثابت کرنے کا بوجھ کہ وہ قابل ٹیکس نہیں ہے کیونکہ یہ ایکٹ کے ذریعہ فراہم کردہ استثنیٰ کے اندر آتا ہے، ٹیکس دہندگان پر ہے۔ درخواست گزار نے اعتراف کیا کہ اسے مہارانی سے زیورات اور متنوع رقم ملی تھی اور دعویٰ کیا کہ چونکہ یہ محبت اور پیار سے بنائے گئے تحفے تھے، لہذا وہ ٹیکس کی دفعات کے دائرے میں نہیں آتے ہیں۔ یہ ان کا معاملہ نہیں تھا کہ آمدنی ہونے کی وجہ سے رسیدوں کو قانونی اہتمام کی وجہ سے ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا تھا۔ نتیجتاً، یہ محکمہ پر منحصر تھا کہ وہ یہ ثابت کرے کہ یہ رسیدیں ٹیکس کے قابل ہیں۔ [12E; 13A]

آیا رسید کو آمدنی کے طور پر سمجھا جاتا ہے یا نہیں اس کا انحصار بہت حد تک ہر معاملے کے حقائق اور حالات پر ہے۔ یہ انکم ٹیکس حکام کے لئے کھلا ہے کہ وہ یہ نتیجہ اخذ کریں کہ کسی قابل تشخیص آمدنی کی رسید جہاں وہ وصولی کے ذرائع اور نوعیت کو اطمینان بخش طور پر ظاہر کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ لیکن یہاں اپیل کنندہ کی طرف سے آمدنی کا ذریعہ ظاہر کیا گیا تھا اور انکشاف کی سچائی کے بارے میں کوئی تنازعہ نہیں تھا۔ [14 C-D]

انکم ٹیکس کمشنر، مغربی بنگال بمقابلہ کلکتہ ایجنسی لمیٹڈ، 191 I.T.R.19 اور اے گووند راجو مدلیار بمقابلہ کمشنر آف انکم ٹیکس، حیدرآباد، 807 I.T.R.34، نے وضاحت اور امتیاز کیا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیلیشن نمبری، 199، 200 سال 1964۔  
 آندھرا پردیش ہائی کورٹ کے 13 اپریل 1960 کے فیصلے اور حکم نامے سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیلیشن 1960 کے کیس ریفرنس نمبر 11 میں دائر کی گئی ہیں۔

دیوانی اپیلیں نمبری 201 اور 202 سال 1964.

آندھرا پردیش ہائی کورٹ کے 13 اپریل 1960 کے فیصلے اور حکم کے خلاف اپیلیں  
1960 کے مقدمہ نمبر 12 میں درج ہیں۔

این اے پاکی والا اور آر گنپتی ایر، اپیل کنندہ کی طرف سے (تمام اپیلوں میں)۔  
جواب دہندہ کی طرف سے این ڈی کارخانیں اور آر این سمجھتی (تمام اپیلوں میں)۔  
عدالت کا فیصلہ جسٹس شاہ نے سنایا،

شاہ، جسٹس۔ اپیل کنندہ نے نزوید میں ساہوکار کے طور پر کاروبار کیا اور سنیمائو گراف تھیٹر  
چلایا۔ جائیداد اور کاروبار سے ہونے والی آمدنی کے سلسلے میں انہوں نے سال 1947-48  
کے لئے اپنی آمدنی کا ریٹرن جمع کرایا اور 26 اگست 1949 کے ایک بیان میں انکشاف کیا کہ  
بڑودہ کی سینتادیوی مہارانی نے 10 نومبر 1945 سے 11 فروری 1948 کے درمیان  
"قدرتی محبت اور پیار سے" انہیں کچھ زیورات اور چار رقم دی تھی جو مجموعی طور پر  
5,20,000 روپے تھی۔ وجہ واڑہ کے اسپیشل سرکل کے انکم ٹیکس افسر نے اپیل گزار  
کے بیان کو قبول کیا اور اس کے ذریعہ حاصل کردہ رقم اور زیورات کو قابل ٹیکس آمدنی  
نہیں سمجھا۔ سال 1951-52 کی جانچ کی کارروائی کے دوران انکم ٹیکس افسر درخواست  
گزار کو دی گئی رقم اور زیورات کو سینتادیوی کو گھریلو ملازمہ کے طور پر دی جانے والی خدمات  
کے معاوضے کے طور پر لینے کے لئے مائل تھا۔ اس کے مطابق انہوں نے انکم ٹیکس ایکٹ  
کی دفعہ 34 کے تحت ایک نوٹس جاری کیا اور درخواست گزار سے کہا کہ وہ 26 اگست  
1949 کے اپنے بیان میں ان کے ذریعہ قبول کردہ اثاثوں کی وصولی اور 25 اگست 1948  
اور 23 اکتوبر 1952، کے درمیان موصول ہونے والی دیگر نقد رقم اور چیکوں سے متعلق  
تمام دستاویزی اور دیگر ثبوتوں کو شامل کرتے ہوئے وضاحت پیش کرے۔ اور اپیل کنندہ کے  
پاس موجود دیگر اثاثوں کے بارے میں اور اس کے ذریعہ اپنے "دولت کے بیان" میں ظاہر  
کیا گیا تھا۔ 27 نومبر، 1953 کے اپنے بیان میں اپیل گزار نے انکم ٹیکس افسر کے خط میں  
جن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے، ان کے بارے میں تفصیلی وضاحت پیش کی اور دعویٰ کیا کہ  
انہیں حاصل ہونے والی آمدنی اس جائیداد کی مدد سے حاصل کی گئی تھی جو سینتادیوی اور

پتھاپورم کی یو رانی نے وقتاً فوقتاً پیار اور محبت سے انہیں دی تھی۔ 26 دسمبر 1954 کو درخواست گزار سے انکم ٹیکس افسر کے سامنے حلف لیا گیا۔ انہوں نے کہا:

"میرے کھاتوں میں موجود کریڈٹ سبھی تحفے سے باہر ہیں..... جہاں تک خط و کتابت کا تعلق ہے تو میرے پاس بہت کم خطوط ہیں لیکن ان میں سے میرے پاس دوسروں سے متعلق معاملات ہیں۔ اگر تم ان حصوں کو خارج کرنے کے لئے تیار ہو تو میں انہیں پیش کروں گا۔ میرے پاس اور کیا ریکارڈ ہے جو میں نے اپنے آڈیٹرز کو دیا۔ مجھے ان تمام ریکارڈز کو آپ کے سامنے پیش کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ درحقیقت میں چاہتا ہوں کہ وہ اس طرح ہوں..... تاکہ میرے آڈیٹرز کے پاس ریکارڈ کی مکمل فہرست سوموار کو آپ کو دی جائے اور آپ ان پر غور کریں..... میں اپنے کھاتوں میں جمع ہونے والی تمام رقم کی مکمل تفصیلات دے سکتا ہوں۔ میں نے قابل ذکر کوئی زیورات نہیں خریدے ہیں۔ میں نے اس کے لئے ایک بیان درج کیا ہے۔ میرے سبھی زیورات شری متی سیتادیوی نے تحفے میں دیے ہیں۔"

انکم ٹیکس افسر نے 31 مارچ 1956 کو اپنے حکم میں کہا تھا کہ سیتادیوی کی جانب سے دیے گئے تحفے اپیل کنندہ کی جانب سے شہزادی کی نوکرانی یا سکریٹری کے طور پر دی جانے والی خدمات کا معاوضہ تھے اور اس کے مطابق ان کے ہاتھوں میں آمدنی کے طور پر ٹیکس لگایا جا سکتا تھا۔ سال 1946-47 کے لئے انہوں نے درخواست گزار کی فرار شدہ آمدنی 4,70,000/- روپے (4,00,000/- روپے زیورات کی قیمت اور 70,000/- روپے نقد) مقرر کی۔ انہوں نے سال 1947-48 کے لئے فرار شدہ آمدنی 2,50,000/- روپے، سال 1950-51 کے لئے 96,600/- روپے اور سال 1951-52 کے لئے 30,000/- روپے مقرر کی۔

اپیل میں اپیلیٹ اسسٹنٹ کمشنر نے انکم ٹیکس افسر کی اس بات سے اتفاق کیا کہ وصولیاں انکم ٹیکس ایکٹ کے تحت قابل ٹیکس ہیں، لیکن انہوں نے درخواست گزار کو 1946-47 سے متعلق اکاؤنٹ سال میں ملنے والے زیورات کی قیمت 20,000 روپے بتائی اور

اس حکم میں نتیجہ خیز ترامیم کی ہدایت کی۔ انکم ٹیکس ایپلٹ ٹریبونل نے کہا کہ انکم ٹیکس افسر نے دفعہ 34 کے تحت تشخیص کو دوبارہ کھولنے کا جواز پیش کیا اور درخواست گزار کو سیتا دیوی سے پچھلے سال 1946-47، 1947-48، 1950-51 اور 1951-52 میں ملنے والی نقد رقم، چیک اور زیورات قابل ٹیکس ہیں۔

ٹریبونل نے مقدمہ کے دو مربوط بیانات 1946-47 اور 1951-52 اور دوسرے 1947-48 اور 1950-51 کے حوالے سے پیش کیے اور ہر بیان میں درج ذیل سوالات پیش کیے:

"کیا حقائق اور معاملے کے حالات کی بنیاد پر ٹیکس دہندگان نے متعلقہ سالوں میں جو کچھ حاصل کیا ہے اس کا ٹیکس پر اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور کیا انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 34 کو 1947-48، 1948-49 اور 1950-51 کے سلسلے میں لاگو کیا جاسکتا ہے؟"

(سوال میں 1948-49 کا حوالہ نگرانی کی وجہ سے ہے کیونکہ اس سال کے حوالے سے کوئی حوالہ نہیں مانگا گیا تھا اور نہ ہی کوئی حوالہ دیا گیا تھا)۔ ہائی کورٹ نے کہا کہ ٹریبونل کے سامنے اس بات کے ثبوت موجود ہیں کہ اپیل کنندہ سیتا دیوی کا ملازم تھا اور اپیل گزار کو ملنے والی نقد رقم، چیک اور زیورات اسے محبت اور پیار سے بنائے گئے تحفے کے طور پر نہیں دیے گئے تھے، بلکہ فراہم کی گئی خدمات کے معاوضے کے طور پر دیے گئے تھے۔ 1947-48 اور 1950-51 سے متعلق ریفرنس میں ہائی کورٹ نے ایک ضمنی بیان طلب کیا تاکہ اس سوال کا تعین کیا جاسکے کہ آیا دفعہ 34 کے تحت کارروائی جائز ہے یا نہیں۔ ٹریبونل نے ایک ضمنی بیان جمع کرایا اور اس کے بعد ہائی کورٹ نے سوال کی دوسری شاخ کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ دفعہ 34 کے تحت انکم ٹیکس افسر کی کارروائی جائز ہے۔ درخواست گزار نے دونوں ریفرنسز میں جوابات ریکارڈ کرانے کے ہائی کورٹ کے حکم کے خلاف اس عدالت میں اپیل دائر کی ہے۔

اس بات پر غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آیا انکم ٹیکس افسر 1947-48 اور 1950-51 کے لئے انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 34 کے تحت نوٹس جاری کرنے کا اہل تھا، کیونکہ ہمارے خیال میں درخواست گزار کو ملنے والی جائیداد سیتا دیوی کے ذریعہ ان کی خدمات یا فراہم کردہ خدمات کے لئے انہیں معاوضہ نہیں دیا گیا تھا۔

ٹیکس کے لئے رسیدوں کی ذمہ داری کے بارے میں سوال سے نمٹنے میں ہائی کورٹ نے مشاہدہ کیا:

"سپریم کورٹ نے کمشنر آف انکم ٹیکس بمقابلہ کلکتہ ایجنسی لمیٹڈ (19 I.T.R 191) کے معاملے میں کہا کہ ٹیکس دہندگان کو استثنیٰ کا دعویٰ کرنے کا حق دینے کے لئے ضروری حقائق کو ثابت کرنے کا بوجھ ٹیکس دہندگان پر ہے۔ لہذا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ٹیکس دہندگان کو اس کے ذریعے جمع کرائے گئے کھاتوں میں ظاہر کی گئی بڑی رقم کی وصولی ہوئی تھی، لیکن یہ ایک ایسا معاملہ تھا جسے ٹیکس دہندہ کو خود طے کرنا تھا۔ سوال یہ ہے کہ کیا ٹیکس دہندگان نے اس پر ڈالے گئے بوجھ کو نبھایا ہے۔ انہوں نے اپنے کیس کی حمایت میں کوئی ثبوت پیش نہیں کیا کہ یہ رقم سینٹا دیوی کی طرف سے محبت اور پیار سے بنائے گئے تحفے تھے۔ جب ان سے کہا گیا کہ وہ اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لیے ثبوت پیش کریں تو انہوں نے ایسا کچھ بھی کرنے سے مکمل طور پر انکار کیا اور کسی بھی خط و کتابت کی موجودگی سے انکار کیا جس سے سوال پر کوئی روشنی پڑے اور انہوں نے محض اس طرح کے مضحکہ خیز بیانات دیے جیسے بڑودہ کی عزت مآب سینٹا دیوی گائیکو اڑ مجھے یہ تحفے اپنی مرضی اور خوشی کے مطابق دیتی تھیں۔ شہزادی سینٹا دیوی سے ملنے والے زیورات کے بارے میں وہ یہی بیان دیتی ہیں کہ یہ ہندوستان میں مختلف مواقع پر تحفے کے طور پر موصول ہوئے تھے..... اور وہ کہتی ہیں کہ 'میرے پاس ان تحفوں کے بارے میں کوئی خط و کتابت نہیں ہے'۔ ہمارے خیال میں یہ بے بنیاد الزام اس بوجھ کو نبھانے کے لیے کافی نہیں تھا جو اس معاملے میں ٹیکس دہندگان پر ڈالا گیا تھا..... تاکہ یہ ثابت کیا جاسکے کہ وصول کی گئی رقم شہزادی کی جانب سے پیار اور محبت کی وجہ سے رضاکارانہ طور پر ادا کی گئی تھی۔"

اس طرح ہائی کورٹ نے ہمارے فیصلے میں قانون کی غلطی کی ہے۔ ذیلی دفعہ 3 اور 4 کے تحت یہ ایکٹ تمام آمدنی پر ٹیکس لگانے کی عمومی ذمہ داری عائد کرتا ہے۔ لیکن اس ایکٹ میں یہ اہتمام نہیں کیا گیا ہے کہ کسی شخص کو جو کچھ بھی ملتا ہے اسے ٹیکس کے لئے ذمہ دار آمدنی سمجھا جانا چاہئے۔ ان تمام معاملات میں جن میں رسید کو آمدنی کے طور پر ٹیکس لگانے کی کوشش کی جاتی ہے، محکمہ پر یہ ثابت کرنے کا بوجھ ہوتا ہے کہ وہ ٹیکس کی شق کے اندر

ہے۔ تاہم جہاں رسید آمدنی کی نوعیت کی ہو، وہاں یہ ثابت کرنے کا بوجھ ٹیکس دہندہ پر پڑتا ہے کہ یہ قابل ٹیکس نہیں ہے کیونکہ یہ ایکٹ کے ذریعہ فراہم کردہ استثنیٰ کے اندر آتا ہے۔ درخواست گزار نے اعتراف کیا کہ اسے سینٹادیوی سے زیورات اور متنوع رقم ملی تھی اور اس نے دعویٰ کیا کہ یہ محبت اور پیار سے بنائے گئے تحفے تھے۔ درخواست گزار کا معاملہ یہ تھا کہ رسیدیں ٹیکس کی شق کے دائرے میں نہیں آتی تھیں، یہ ان کا معاملہ نہیں تھا کہ آمدنی ہونے کی وجہ سے رسیدیں قانونی شق کی وجہ سے ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں۔ لہذا یہ محکمہ کی ذمہ داری تھی کہ وہ یہ ثابت کرے کہ ان رسیدوں پر ٹیکس لگایا جاسکتا ہے۔ انکم ٹیکس کمشنر، مغربی بنگال بمقابلہ کلکتہ ایجنسی لمیٹڈ (1) میں اس عدالت کا فیصلہ اس تجویز کی کوئی حمایت نہیں کرتا ہے جو ہائی کورٹ نے بیان کی ہے۔ یہ ایک ایسا معاملہ تھا جس میں ٹیکس دہندہ دفعہ 10(2)(XV) کے تحت کاروبار کی آمدنی میں سے اخراجات کے لئے الاؤنس کا دعویٰ کر رہا تھا اور اس طرح کا دعویٰ قائم کرنے کے لئے ٹیکس دہندگان پر بلاشبہ بوجھ ڈال رہا تھا۔ عدالت کا فیصلہ سناتے وقت کانیا چیف جسٹس کے مندرجہ ذیل مشاہدات فیصلے کے تناسب کو واضح کرتے ہیں:

"اب یہ واضح ہے کہ یہ رقم سے استثنیٰ کا دعویٰ ہے، جسے دفعہ 10(2)(XV) کے تحت آنے والا خرچ قرار دیا گیا ہے، اس سلسلے میں ضروری حقائق کو ثابت کرنے کا بوجھ ٹیکس دہندگان پر تھا، یہ عام بنیاد ہے کہ کمیشن واجب الادا تھا اور قابل ادائیگی ہو گیا تھا اور اس وجہ سے ٹیکس دہندہ کمپنی کی کاروباری آمدنی پر تخمینہ سال میں ٹیکس لگایا جاسکتا تھا۔"

کمشنر کے وکیل نے کہا کہ اگر کوئی ٹیکس دہندہ رسید کی نوعیت کو اطمینان بخش طور پر ثابت کرنے میں ناکام رہتا ہے تو انکم ٹیکس افسر کے لئے یہ اندازہ لگانا کھلا ہے کہ رسید قابل ٹیکس ہے، اور انہوں نے اسے گوند راجولو مدلیار بمقابلہ انکم ٹیکس کمشنر حیدرآباد (2) میں وینکٹر امایر، جسٹس کے تبصروں پر بھروسہ کیا، جنہوں نے عدالت کی طرف سے بات کرتے ہوئے کہا:

"اس موقف کے لئے کافی اختیار ہے کہ جب کوئی ٹیکس دہندہ حسابی سال کے دوران موصول ہونے والی نقد رقم کے ماخذ اور نوعیت کو اطمینان بخش طریقے سے ثابت کرنے میں

ناکام رہتا ہے تو انکم ٹیکس افسر کو یہ نتیجہ اخذ کرنے کا حق حاصل ہے کہ وصولیاں قابل تشخیص نوعیت کی ہیں۔

لیکن ان مشاہدات کو ان کے سیاق و سباق سے الگ نہیں پڑھا جاسکتا۔ اس فرم کی کتابوں میں جس میں ٹیکس دہندہ شراکت دار تھا، کچھ رقم ٹیکس دہندہ کو جمع کرائی گئی تھی، اور جب اس سے پوچھا گیا کہ اس کے پاس یہ رقم کیسے آئی، تو اس نے ایک وضاحت پیش کی جسے ٹریبونل نے قبول نہیں کیا، اور اس رقم کو ٹیکس کے لئے قابل آمدنی سمجھا گیا۔ گو وندر اجو مد لیار کے کیس (2) میں ٹیکس دہندگان کی طرف سے یہ دلیل دی گئی تھی کہ اگر ان کے ذریعہ قائم کردہ کیس کو ٹریبونل نے قبول نہیں کیا تھا تو بھی یہ قانون کے مطابق نہیں تھا کہ زیر بحث رقم پچھلے سال کے دوران حاصل کی گئی آمدنی تھی، اور یہ محکمہ پر منحصر ہے کہ وہ یہ ظاہر کرنے کے لئے ثبوت پیش کرے کہ آمدنی کس ذریعہ سے حاصل کی گئی تھی اور اسے پوشیدہ کیوں سمجھا جانا چاہئے۔ آمدنی، اور اس طرح کے شواہد کی عدم موجودگی میں ٹریبونل کا فیصلہ غلط تھا۔ اس عدالت نے کہا کہ یہ انکم ٹیکس افسر کے لئے کھلا ہے جب ٹیکس دہندگان رسید کے ذرائع اور نوعیت کو اطمینان بخش طور پر ظاہر کرنے میں ناکام رہے تاکہ اسے پچھلے سال کی پوشیدہ آمدنی کے طور پر دیکھا جاسکے جس میں ٹیکس دہندگان پر ٹیکس لگایا جا رہا تھا۔ اس مشاہدے میں ایسی کوئی تجویز پیش نہیں کی گئی ہے کہ یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ رسید آمدنی کے طور پر قابل ٹیکس ہے کیونکہ ٹیکس دہندہ اس کیس کی حمایت میں تمام ثبوت پیش کرنے میں ناکام رہتا ہے جس میں اس نے درخواست کی تھی کہ رسید ٹیکس کی شق کے اندر نہیں ہے۔ رسید کو آمدنی سمجھا جائے یا نہیں اس کا انحصار ہر معاملے کے حقائق اور حالات پر ہے: انکم ٹیکس حکام کے لیے یہ نتیجہ اخذ کرنا کھلا ہے کہ ٹیکس دہندگان کی جانب سے وصول کی جانے والی رسید قابل تشخیص آمدنی ہے جہاں وہ وصولی کے ذرائع اور نوعیت کو اطمینان بخش طریقے سے ظاہر کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ لیکن اس معاملے میں درخواست گزار کی طرف سے آمدنی کا ذریعہ ظاہر کیا گیا تھا، اور اس انکشاف کی سچائی کے بارے میں کوئی تنازعہ نہیں تھا۔

ہائی کورٹ نے ریفرنس نمٹاتے ہوئے کہا کہ یہ ثابت کرنے کی ذمہ داری درخواست گزار پر عائد ہوتی ہے کہ رسیدیں قابل ٹیکس نہیں ہیں اور انہوں نے یہ بوجھ ادا نہیں کیا۔ ہمارے



ذریعہ بیان کردہ نقطہ نظر پر وصولیوں کی ٹیکس قابلیت کے بارے میں ہائی کورٹ کے ذریعہ ریکارڈ کردہ جواب کو خارج کیا جانا چاہئے۔ چونکہ ہائی کورٹ نے شواہد پر غور نہیں کیا، اس لیے ہم عام طور پر قانون کے مطابق ریفرنس نمٹانے کے لیے کیس کو ریمانڈ پر بھیج دیتے۔ لیکن یہ کارروائی طویل عرصے سے زیر التوا ہے، اور تشخیص کے احکامات کے نفاذ میں اپیل کنندہ کی پوری جائیداد ضبط کر لی گئی ہے۔ لہذا ہم نے مناسب سمجھا ہے کہ ریفرنس کو سنیں اور قابلیت کی بنیاد پر فیصلہ کریں۔

انکم ٹیکس اپیل ٹریبونل کی نظر میں اس سوال کا تعین کرتے ہوئے کہ آیا اپیل کنندہ کی جانب سے حاصل کی گئی رسیدیں انکم ٹیکس ایکٹ کے تحت ٹیکس کے دائرے میں لائی جانے والی آمدنی کی نمائندگی کرتی ہیں، یہ نہیں کہا جاسکتا کہ محکمہ کی جانب سے ٹیکس دہندگان کو سیتادیوی کا ملازم ماننے کا جواز پیش کرنے کے لیے کوئی مواد موجود نہیں ہے، کیونکہ محکمہ نے مختلف ذرائع سے جو معلومات اکٹھی کی تھیں، ان کے علاوہ اس بات کے واضح اشارے مل رہے تھے کہ ٹیکس دہندہ سیتادیوی کے مختلف نوکروں کو تنخواہ دینے کے لیے پٹاپورم میں سیتادیوی کے مقامی ایجنٹ کے طور پر کام کر رہا تھا، اور بمبئی گیراج لمیٹڈ کی طرف سے جاری کردہ ایک "بل" میں اسے سیتادیوی کا پرائیویٹ سکرپٹری بتایا گیا تھا، اور یہ کہ کسی بھی صورت میں درخواست گزار کو اپنے تحفے کے معاملے کو ثابت کرنا تھا۔ اس کے بعد ٹریبونل نے مشاہدہ کیا کہ قانون میں لفظ "آمدنی" کی وضاحت نہیں کی گئی ہے اور اس ایکٹ میں تمام آمدنی، منافع اور نفع کو ٹیکس کے دائرے میں لانے کی کوشش کی گئی ہے جو کسی بھی ذریعہ سے حاصل کیا گیا ہے اور زیر بحث رقم اور زیورات کی وصولی کو قبول کیا گیا ہے۔ درخواست گزار کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ اس پر ایکٹ کے تحت ٹیکس عائد نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اس وقت یہ دیکھتے ہوئے کہ اپیل کنندہ نے "تمام کارڈز میز پر نہیں رکھے تھے جو رقم اور زیورات کی وصولی کی اصل نوعیت کو ظاہر کرے گی" اور اس نے ان کے اور سیتادیوی کے درمیان ہونے والی خط و کتابت کو پیش کرنے سے انکار کر دیا تھا، لیکن صرف ان خطوط سے کچھ اقتباسات پیش کرنے کی پیش کش کی تھی جسے انکم ٹیکس افسر نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا، انکم ٹیکس حکام کے لئے یہ نتیجہ اخذ کرنے کے لئے کھلا تھا کہ رسیدیں آمدنی تھیں، جب ٹیکس دہندگان کو رسیدوں کی نوعیت کی وضاحت کرنے کے لئے کافی موقع دیا گیا تھا

اور چونکہ اپیل کنندہ نے ایسا کرنے کا انتخاب نہیں کیا تھا، لہذا وہ دفعہ 4(3)(7) کے تحت استثنیٰ کی حقدار نہیں تھی۔

استدلال کے اس عمل پر ریکارڈ کردہ ٹریبونل کا نتیجہ قانون کے نقطہ نظر سے سنگین چیلنج کے لئے کھلا تھا۔ ایسا نہیں لگتا کہ درخواست گزار کی جانب سے یہ ثابت کرنے کی کوئی سنجیدہ کوشش کی گئی کہ زیر بحث رسیدیں ٹیکس سے مستثنیٰ تھیں، کیونکہ وہ غیر معمولی اور غیر متواتر نوعیت کی تھیں۔ درخواست گزار کا مقدمہ بنیادی طور پر یہ تھا کہ رسیدیں قابل ٹیکس نہیں تھیں کیونکہ وہ ٹیکس کے قابل آمدنی نہیں تھیں۔ ٹریبونل نے درست کہا کہ محکمہ کی جانب سے مختلف ذرائع سے جمع کی گئی معلومات جس میں سینٹا دیوی اور اپیل کنندہ کے درمیان تعلقات کے بارے میں کچھ لوگوں کے بیانات کا ریکارڈ شامل ہے، جسے انہوں نے تحریری طور پر دینے سے بھی انکار کر دیا تھا، محکمہ کے معاملے کو ثابت کرنے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی ہے۔ دو ثبوت باقی رہ گئے جن پر ٹریبونل نے بھروسہ کیا: (1) اپیل کنندہ کا اعتراف کہ اس نے سینٹا دیوی کے نوکروں کو تنخواہ دینے کے لئے نزود میں مقامی ایجنٹ کے طور پر کام کیا تھا اور (2) بمبئی گیراج لمیٹڈ کی طرف سے جاری کردہ "بل" میں اپیل کنندہ کو "شہزادی سینٹا دیوی کا نجی سکریٹری" بتایا گیا تھا۔ لیکن یہ حالات یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ سینٹا دیوی نے انہیں جو کچھ دیا تھا وہ ان کی خدمات یا پیش کی جانے والی خدمات کا معاوضہ تھا۔ اس کمزوری کا احساس کرتے ہوئے ٹریبونل نے مشاہدہ کیا کہ یہ ثابت کرنے کا بوجھ اپیل کنندہ پر ہے کہ رسیدیں آمدنی نہیں تھیں۔ ٹریبونل نے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا کہ سینٹا دیوی کے نوکروں کو تنخواہ دینے کے معاوضے کے طور پر انہیں بڑی رقم اور زیورات دیئے گئے تھے۔ بمبئی گیراج لمیٹڈ کی جانب سے جاری کیے گئے کیش میموم میں درخواست گزار کو شہزادی سینٹا دیوی کی پرائیویٹ سکریٹری کے طور پر بیان کرنے کی کوئی ثبوتی قیمت نہیں ہو سکتی۔ یہ دعویٰ نہیں کیا جاتا ہے کہ ریکارڈ پر اس بات کا ثبوت موجود تھا کہ یہ اپیل کنندہ کی عمومی ساکھ تھی۔ ایک تیسرے فریق کی جانب سے جاری کردہ کیش میموم میں درخواست گزار کو سینٹا دیوی کے پرائیویٹ سکریٹری کے طور پر بیان کیا گیا ہے، جس کے بارے میں ذرہ برابر بھی ثبوت نہیں ہے، مالک اور نوکر کے تعلقات کو ثابت نہیں کر سکتا ہے: اس سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا ہے کہ سینٹا دیوی نے اپیل کنندہ کو جو کچھ دیا تھا وہ خدمت کا معاوضہ تھا۔ لہذا ٹریبونل کا فیصلہ ان

معاملات پر مبنی ہے جن سے سب سے زیادہ شکوک و شبہات پیدا ہو سکتے ہیں اور اس کے خیال میں یہ ثابت کرنے کا بوجھ اپیل گزار پر عائد ہوتا ہے کہ رسیدیں قابل ٹیکس نہیں تھیں۔ لیکن ٹریبونل کی جانب سے ثبوت کا بوجھ ٹیکس دہندگان پر غلط طریقے سے ڈال کر ریکارڈ کیے گئے نتیجے کو انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 66 کے تحت ریفرنس میں ہائی کورٹ پر پابند نہیں سمجھا جاسکتا۔

کمشنر کے وکیل نے دلیل دی کہ ٹریبونل کی جانب سے جن دو حالات پر بھروسہ کیا گیا ہے ان کے علاوہ دیگر حالات بھی ہیں جن کی بنیاد پر ٹریبونل کے فیصلے کو برقرار رکھا جاسکتا ہے۔ وکیل نے کہا کہ یہ حالات ریکارڈ پر ہیں اور ٹریبونل کے ساتھ اس نتیجے پر پہنچنے میں قانونی اہمیت رکھتی ہے کہ اپیل کنندہ کی وصولیاں آمدنی کی نوعیت کی تھیں۔ یہ تھے کہ (a) اپیل گزار کا تعلق داسیوں کے ایک خاندان سے تھا جو عام طور پر پٹاپورم کے حکمران خاندان میں معمولی حیثیت سے ملازم ہوتے ہیں۔ (b) درخواست گزار کو پٹاپورم کے مہاراجہ سے 8/- روپے ماہانہ تنخواہ مل رہی تھی۔ (c) درخواست گزار سیتادیوی کے ساتھ کم از کم 8 سال سے وابستہ تھا اور ان اپیلوں سے متعلق ابتدائی سال سے پہلے؛ (d) سیتادیوی کی بڑودہ کے گائیکوٹ سے شادی کے بعد وقتاً فوقتاً درخواست گزار کو بڑی مقدار میں نقد رقم اور زیورات بھی دیے جاتے تھے۔ (e) سیتادیوی کی بڑودہ کے گائیکوٹ سے شادی کے فوراً بعد تحفے شروع ہو گئے۔ (f) درخواست گزار نے سیتادیوی کو ویور کے یوراج سے طلاق دلانے اور بڑودہ کے گائیکوٹ سے شادی کرنے میں مدد کی۔ (g) درخواست گزار سیتادیوی کے ساتھ سال 1949-50 میں لندن میں اور بڑودہ میں بھی رہتا تھا۔ اور (h) کہ اسی طرح کے تحائف نرسنگھ راؤ" اپیل کنندہ کے ساتھ "اور اپیل کنندہ کی بہنوں کی بیٹیوں کو بھی دیئے گئے تھے کی حمایت میں کوئی ثبوت نہیں ہے، اور (f) حالات (a) تا (e) و (g) ممکنہ طور پر اس نتیجے پر نہیں پہنچ سکتے ہیں کہ سیتادیوی نے درخواست گزار کو خدمت کی انجام دہی کے معاوضے کے طور پر بڑی قیمت کی جائیداد دی تھی۔ حالات (h) غیر متعلقہ ہیں۔

دوسوالوں کے پہلے حصے میں یہ درج ہونا ضروری ہے کہ ٹیکس دہندگان نے متعلقہ سالوں میں جو کچھ حاصل کیا وہ ٹیکس کے لئے قابل تشخیص نہیں تھا۔ جیسا کہ پہلے ہی مشاہدہ کیا جا

چکا ہے، سوال کی دوسری شاخ پر ایک نتیجہ درج کرنا غیر ضروری ہے، یعنی کیا ان رسیدوں کے سلسلے میں انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 34 کو مناسب طریقے سے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اپیلوں کی اجازت دی جائے گی۔ کمشنر اس عدالت اور ہائی کورٹ میں اپیل کنندہ کے اخراجات ادا کرے گا۔ ایک سماعت کی فیس۔

اپیلوں کی اجازت ہے۔